استخارہ عام اور استخارہ خاص

(فرمودہ ۲۶- جولائی ۱۹۳۷ء)

۲۶- جولائی ۱۹۳۷ء حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے میاں محمد حنیف صاحب ولد ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب پنشنر ساکن سڑوعہ ضلع ہوشیار پور کا نکاح محترمہ ہاجرہ بیگم صاحبہ ہمشیرہ مولوی ابو العطاء صاحب جالندھری سے مبلغ -/۵۰۰ روپے مہر پر پڑھا۔[1]

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

نکاح کی وہ عبارات جو مسنون ہیں اور جو رسول کریم ﷺ نکاح کے موقع پر ہمیشہ تلاوت فرمایا کرتے تھے اپنے اندر ایسے ہی وسیع مطالب رکھتی ہیں جیسا کہ نکاحوں کے نتائج وسیع ہوتے ہیں۔ بظاہر نکاح ایک چھوٹی سی چیز ہے ایک مرد آتا ہے اور جائز ذریعہ سے دوسرے گھر کی ایک عورت اپنے ساتھ لے جاتا ہے۔ لیکن اگر ہم غور سے دیکھیں تو بعض نکاح اتنی اہمیت اختیار کرلیتے ہیں کہ ان کی اہمیت دنیا کے اہم ترین واقعات پر حاوی ہو جاتی ہے۔ دنیا میں مختلف قومیں ہیں جن کو اپنی قومیت پر فخر ہے مثلاً سادات ہیں یہ ایک نکاح کا ہی نتیجہ ہیں۔ جب ایک انسان یہ کہتا ہے کہ میں سید ہوں تو درحقیقت وہ ایک لمبا عرصہ قبل کے ایک نکاح کی طرف اشارہ کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں اس انسان کی اولاد میں سے ہوں جس نے رسول کریم ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے شادی کی تھی اسی طرح ایک قریش قوم سے تعلق رکھنے والا جب یہ کہتا ہے کہ میں قریشی ہوں تو وہ بھی ایک شادی کی طرف اشارہ کرتا ہے۔ پھر قوموں کے علاوہ ہم خاندانوں کو دیکھتے ہیں تو ان کی عزتیں اور مراتب بھی نکاحوں پر مبنی ہوتے ہیں۔ بعض

مرد اعلیٰ قابلیتوں اور اعلیٰ طاقتوں والے ہوتے ہیں جن کی اعلیٰ قابلیتوں اور اعلیٰ طاقتوں والی عورتوں سے شادی ہو جاتی ہے اور ان سے جو اولاد پیدا ہوتی ہے ان میں وہی لیاقت، وہی فہم، وہی زیرکی اور وہی ذہانت ہوتی ہے جو ان کے والدین میں ہوتی ہے۔ ایسے بچے جب بڑے ہو کر علم کے میدان میں آتے ہیں تو دوسروں کے لئے نمونہ بن جاتے ہیں، جب سیاست کے میدان میں آتے ہیں تو لوگ ان کی قابلیت دیکھ کر حیران رہ جاتے ہیں، جب صنعت و حرفت کے میدان میں آتے ہیں تو اپنی لیاقت کا سکہ لوگوں پر بٹھا دیتے ہیں، ان لوگوں کو تاریخیں محفوظ کر لیتی ہیں اور لوگوں میں ان کی تعریف کے چرچے ہوتے ہیں اور یہ سب کچھ نکاح کا نتیجہ ہوتا ہے۔

پس نکاح کے معاملہ میں انسان کو بہت زیادہ ہوشیاری سے کام لینا پڑتا ہے۔ لوگ جب بازار میں جاتے ہیں اور دکانوں سے سودا خریدتے ہیں تو کس قدر احتیاط سے کام لیتے ہیں۔ اگر تم میں سے کوئی پھل خریدنے جاتا ہے تو کس قدر ہوشیاری سے تم پھل ہاتھ میں اٹھاتے ہو، غور سے دیکھ کر اور چکھ کر پسند کرتے اور پھر قیمت دریافت کرتے ہو۔ برتن خریدنے جاتے ہو تو اس کو بجا کر دیکھ لیتے ہو کہ کہیں اس میں کوئی نقص تو نہیں، کپڑا خریدنے جاتے ہو تو کھینچ کر دیکھتے ہو کہ کہیں پرانا تو نہیں، اس کا نمبر دیکھتے ہو، کارخانہ کا نام جس میں وہ کپڑا تیار ہوا ہو دریافت کرتے ہو، تین چار اور دکانداروں سے اس کپڑے کی قیمت پوچھ کر موازنہ کرتے ہو ان سب باتوں کے بعد کپڑا خریدتے ہو۔ تو جس قدر ان اشیاء کے خریدنے میں لوگ ہوشیاری سے کام لیتے ہیں اس سے بڑھ کر شادی کے معاملہ میں ہوشیاری سے کام لینا چاہئے کیونکہ شادی کے نتائج بہت زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔

شادی کے معاملہ میں اکثر حصہ مردوں کا ان امور کی طرف خاص طور پر خیال نہیں کرتا جن کی طرف توجہ کرنی ضروری ہوتی ہے۔ بعض لوگ صرف شکل دیکھتے ہیں حالانکہ شکل کا اثر آئندہ زمانہ پر کچھ نہیں پڑتا۔ ایک عورت کے پوتے یہ نہیں بتاسکتے کہ ہماری دادی کی شکل موجودہ شکل سے پہلے کیا تھی۔ فرانس میں ایک لطیفہ مشہور ہے ایک لڑکا تھا جو اپنی دادی کے کمرہ سے اس کی بعض چیزیں اٹھا لے جایا کرتا تھا۔ ایک دن اتفاقاً اس لڑکے کو ایک چھوٹی سی تصویر مل گئی جو اسے بہت پسند آئی وہ اسے اٹھا کر لے گیا اس کے بعد اس نے گھر آنا کم کر دیا لڑکوں کے ساتھ کھیلنا چھوڑ دیا وہ اکیلا جنگل میں چلا جاتا اور سارا دن وہیں گزارتا۔ باپ نے جب اپنے لڑکے کی یہ حالت دیکھی تو اسے فکر لاحق ہوا کہ میرے بچے کو کیا ہو گیا ہے۔ آخر اس نے ڈاکٹر

کو بلایا ڈاکٹر نے کہا کہ اس کی طبیعت پر کچھ بوجھ ہے۔ باپ نے اس کا علاج شروع کر دیا لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا۔ ایک دن لڑکے کی دادی کو اس تصویر کی ضرورت پڑی وہ تلاش کرتی رہی مگر اسے نہ ملی آخر اس لڑکے کے ہاتھ میں اس نے وہ تصویر دیکھی اور اسے کہا کہ تم بڑے نالائق ہو جو میری تصویر اٹھالائے ہو۔ اس نے زور سے اس بچہ کا ہاتھ بھینچا اور کہا کہ یہ تصویر مجھے دے دو۔ جونہی اس نے بچہ کا ہاتھ دبایا وہ بیہوش ہو کر گر گیا باقی لوگ گھر کے اسے ہوش میں لانے کے لئے کوشش کر رہے تھے مگر دادی اس کے ہاتھ کو مروڑ رہی تھی کہ کہیں تصویر ضائع نہ ہو جائے۔ یہ کیفیت دیکھ کر بچہ کی والدہ نے اسے کہا کہ بچہ بے ہوش پڑا ہوا ہے یہ معمولی چیز ہے کیا ہوا اگر اس کے پاس ہے۔ بچہ کی دادی نے کہا کہ یہ تصویر میری جوانی کے زمانہ کی ہے کیا میں دوبارہ جوان ہو سکتی ہوں کہ اس تصویر کو اس کے ہاتھ میں رکھ کر ضائع کر دوں۔ بچہ اس وقت ہوش میں آ رہا تھا جونہی اس نے دادی کے منہ سے یہ فقرہ سنا کہ یہ میری جوانی کے زمانہ کی تصویر ہے جھٹ اس نے یہ تصویر پھینک دی اور تعجب سے کہا کہ کیا یہ تمہاری ہے۔ دراصل بات یہ تھی کہ اس کو معلوم نہ تھا کہ یہ تصویر اس کی دادی کی ہے بلکہ اس کے ذہن میں یہ خیال سمایا ہوا تھا کہ یہ کیسی خوبصورت لڑکی کی تصویر ہے جس کے متعلق وہ چاہتا تھا کہ اس سے شادی کرے۔ اس کی دادی کی تصویر اور اس کے بڑھاپے کی حالت میں بڑا فرق تھا۔ اس کے رخسار اندر کو گھس گئے تھے بال سفید ہو گئے تھے بلکہ وہ گنجی ہو گئی تھی کمر کبڑی ہو گئی تھی مگر اس کے پوتے نے اپنے ذہن میں یہ اندازہ لگایا کہ ایک نوجوان خوبصورت لڑکی کی تصویر ہے میں اس سے شادی کروں گا۔ تو شکل کچھ چیز نہیں ایک عرصہ کے بعد شکل بدل جاتی ہے۔ پوتے، پڑپوتے اپنی دادی اور پڑدادی کی ابتدائی شکلوں سے ناواقف ہوتے ہیں۔ بچے حقیقت میں یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے ماں باپ کی شکلیں ابتداء سے اسی طرح کی ہیں۔ وہ سمجھ ہی نہیں سکتے کہ ہمارے ماں باپ کی شکلیں پہلے اور تھیں اور اب بدل گئی ہیں اور وہ نہیں سمجھتے کہ بڑے ہو کر ان کی شکلیں بھی بدل جائیں گی۔ غرض شکل کچھ چیز نہیں کہ اس کو شادی کے معاملہ میں اہمیت دی جائے۔

ایسا ہی علم بھی شادی کے معاملہ میں کیا اہمیت رکھتا ہے۔ ہزاروں ایسے عالم گزرے ہیں جن کی اولادوں میں علم نہیں تھا بلکہ بعض ایسے عالم بھی ہوئے ہیں جو اپنے علم کے باعث بہت مشہور تھے مگر ان کی اولادیں بالکل جاہل تھیں۔ بعض ایسے جاہل ماں باپ بھی دیکھے گئے ہیں جن

کی اولادیں علم میں ممتاز حیثیت رکھتی ہیں۔ پس معلوم ہوا کہ مرد اور عورت میں بعض خاصیتیں اور طاقتیں ہوتی ہیں جو پردہ خفا میں ہوتی ہیں جب وہ خفیہ صلاحیتیں آپس میں ملتی ہیں تو اس کے نتیجہ میں اعلیٰ درجہ کی اولاد پیدا ہوتی ہے اور پھر ان طاقتوں اور خاصیتوں کا ایک دو نہیں بلکہ دس بیس پشتوں تک اثر چلا جاتا ہے۔

پس چونکہ طاقتیں اور خاصیتیں انسان میں مخفی ہوتی ہیں اور مرد و عورت اپنی قوتوں کو نہیں جانتے اس لئے خدا نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا۔ ؎۲ کہ اس کے حصول کا ذریعہ یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول کی اطاعت کرو پھر جو مقصد شادی کرنے کا ہے وہ پورا ہو جائے گا۔ یعنی اللہ تعالیٰ وہ جوڑا ملا دے گا جس کی ترکیب سے ایسی عمدہ اولادیں پیدا ہوتی ہیں۔ بے شک تلوار اچھی چیز ہے مگر اس وقت تک جب تک کہ وہ ایک ہنرمند سپاہی کے ہاتھ میں ہو ورنہ تلوار بغیر ہنرمند سپاہی کے بے مصرف بلکہ نقصان رساں ہے۔ اسی طرح ایک ہنرمند سپاہی بغیر تلوار کے کچھ نہیں کر سکتا جب یہ دونوں چیزیں یک جا ہو جائیں تب سپاہی کے جوہر بھی ظاہر ہوتے ہیں اور تلوار کے بھی۔

یہی حال انسانوں کا ہے جب اعلیٰ خاصیتوں والی عورت اور اعلیٰ خاصیتوں والے مرد کا آپس میں تعلق ہوتا ہے تو اس سے اعلیٰ خاصیتوں والی اولاد پیدا ہو جاتی ہے بالعموم انسان اوسط درجہ کی نسل پیدا کرتا ہے اور جو ادنیٰ درجہ کی نسل پیدا کرتا ہے اس کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ وہ جوڑا اعلیٰ نہیں ہوتا۔

بعض فطرتوں میں اور قسم کی خاصیتیں ہوتی ہیں اور بعض میں اور اس لئے رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے اَلْاَرْوَاحُ جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَةٌ۔ ؎۳ کہ روحوں کی بھی قسمیں ہیں جہاں کوئی روح مطابق آتی ہے وہاں لگا دی جاتی ہے۔ یورپ میں ایک حد تک اس علم کا چرچا ہو گیا ہے۔ وہ آدمی اور اس کے بچہ کا خون لے لیتے ہیں۔ چونکہ ان کا خیال ہے کہ ایک نسل کا ایک ہی قسم کا خون ہوتا ہے اس لئے اس خون کے ذریعہ معلوم کرتے ہیں کہ آیا بچہ اسی آدمی کا ہے یا ولد الحرام ہے۔ جب خونوں میں فرق ہو تو فطرتوں میں بھی فرق ہوتا ہے۔ ہم بظاہر دیکھتے ہیں کہ بعض مرد اچھے نہیں ہوتے مگر ان کی اولادیں ایسی ہوتی ہیں کہ انہیں دیکھ کر حیرت ہوتی ہے اسی طرح بعض والدین لائق ہوتے ہیں مگر ان کی اولاد نالائق ہوتی ہے۔ اس کی یہی وجہ ہے کہ وہ جوڑے اچھے نہیں ہوتے۔ اگر ایک اعلیٰ خربوزہ اور ایک اعلیٰ آم لے کر پیوند لگا دیا جائے تو

اس کا کچھ نتیجہ نہیں ہو گا کیونکہ پیوند کے لئے ہم جنس ہونا اور ایک دوسرے سے مشارکت رکھنا ضروری ہے۔ اسی طرح نکاح کے معاملہ میں ہونا چاہئے مگر چونکہ مشارکت اور ہم جنس ہونے کا علم انسان کو نہیں ہوتا بلکہ اس کا علم اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اس لئے انسان کو صرف اس کے حاصل کرنے کا ذریعہ بتایا ہے جو یہ ہے۔ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا[2] کہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور اس کے رسول کی اطاعت میں وہ ذریعہ انسان کو مل جاتا ہے۔

پس نکاح سے قبل استخارہ کرلینا چاہئے استخارہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک استخارہ عام ہوتا ہے اور ایک استخارہ خاص۔ استخارہ عام پہلے کیا جاتا ہے اور استخارہ خاص بعد میں۔ مگر بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ وہ پہلے ایک عورت کو پسند کرلیتے ہیں اور پھر استخارہ کرتے ہیں ایسے استخارہ میں عموماً خیال کا اثر پڑجاتا ہے اور وہ سمجھنے لگ جاتے ہیں کہ استخارہ ٹھیک ہوا لیکن اگر ان کا رجحان نہ ہو تو وہ اپنے خیال کے ماتحت سمجھتے ہیں کہ استخارہ الٹ پڑگیا حالانکہ استخارے سیدھے اور الٹ نہیں پڑتے بلکہ ان کا خیال سیدھا اور الٹ پڑتا ہے جس سے وہ غلط نتیجہ اخذ کرلیتے ہیں۔

استخارہ عام یہ ہوتا ہے کہ قطع نظر کسی خاص شخصیت کے دعا کی جائے کہ اے خدا ہمارے لئے ایسا جوڑا مہیا فرما جو جُنُوْدٌ مُّجَنَّدَۃٌ[3] ہو۔

دوسرا استخارہ خاص اس وقت کیا جائے جب اس کا موقع آئے اور نام لے کر استخارہ کیا جائے اس طرح استخارہ عام استخارہ خاص کا محافظ ہوجاتا ہے۔ بعض لوگ پہلا استخارہ کرلیتے ہیں مگر دوسرا نہیں کرتے اور بعض دوسرا کرتے ہیں اور پہلا نہیں کرتے۔ چاہئے کہ دونوں استخارے کئے جائیں اس صورت میں نتیجہ صحیح نکلتا ہے۔ اس طرح شادی کرنے سے سو(۱۰۰) میں سے ساٹھ کو فائدہ ضرور ہوتا ہے۔ اور اگر ساٹھ کو فائدہ نہ ہو بلکہ اس سے کم ہو یہاں تک کہ دس فیصدی فائدہ ہو تو میرے نزدیک ۹۰ فیصدی کی کو اولادیں پورا کردیں گی اور وہ دس فیصدی فائدہ نوے کی حفاظت کا ذریعہ ہوجائے گا۔

(الفضل ۱۲۔ اگست ۱۹۳۷ء صفحہ ۴،۵)

[1] الفضل ۲۸۔ جولائی ۱۹۳۷ء صفحہ ۲

[2] الاحزاب : ۷۲

[3] بخاری کتاب بدء الخلق باب الارواح جنود مجندۃ